حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق اور ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ کا سفر ایران

امام مسلمؒ کے دیس خراسان (ایران) میں چند روز

(قسط۔۱)

جدی المکرم والمحترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس اللہ سرہ العزیز کے قائم فرمودہ عظیم دینی مرکز جامعہ دار العلوم حقانیہ کی جڑیں اور شاخیں اس وقت بلاد عرب وعجم افریقہ ویورپ میں پھیل چکی ہیں۔ یہاں سے فارغ التحصیل فرزندان نے ان بلاد میں مدارس کے جال بچھا کر یہ بات ثابت کردی کہ اصلها ثابت وفرعها في السماء. آج حقانیہ کے اثرات دنیا بھر میں دیکھے اور محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

اگر فردوس بروئے زمین است　　ہمیں است وہمیں است ہمیں است

یقیناً یہ سب کچھ جدی المکرم کیلئے باقیات الصالحات اور ہم حقانیین کیلئے باعث عزت وصد تکریم کا مقام ہے۔ گزشتہ دنوں دار العلوم حقانیہ کے فرزندان مولانا سید محمد ابراھیم فاضلی حقانی، مولانا محمد سعید فاضلیؒ اور مولانا سید محمد فاضلی کے قائم کئے ہوئے مدارس جامعۃ الاحناف شہرستان تایباد، دار العلوم تعلیم القرآن والسنۃ شورک خراسان ایران کی جلسہ دستار بندی وختم بخاری شریف میں شرکت کیلئے دار العلوم حقانیہ کا ایک وفد جس کی قیادت دار العلوم حقانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ رئیس جمیعۃ علماء اسلام کر رہے تھے ایران کے دورے پر گیا۔ مولانا سید محمد ابراھیم فاضلی اور ان کے دیگر برادران کا کئی ماہ سے مسلسل یہ اصرار تھا کہ آپ حضرات اس جلسہ ختم بخاری ودستار بندی میں ضرور بالضرور شرکت کرینگے اسلئے کہ یہ حقانیہ ہی کی شاخیں ہیں۔ آخری مرحلے پر اسکے بھائی مولانا سید محمد فاضلی خود براستہ افغانستان پاکستان دعوت نامے دینے اور اس دورے کے پروگرام کو حتمی شکل دینے کیلئے پہنچے۔

اس وفد کے دیگر اراکین میں دار العلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سید شیر علی شاہ مدظلہ، بندہ محمد عرفان الحق اظہار حقانی مدرس دار العلوم حقانیہ اور مولوی سید صاحب حسین شاہ پشاوری شامل تھے۔ اس دورے کی تفصیل پیش کرنے سے قبل مملکت ایران کے سرسری حالات پیش خدمت ہیں۔

<u>**ایران کے سرسری حالات:**</u> ایران کا قدیم نام ''پرلیس'' یا ''پرشیا'' تھا مشہور رومن ادیب پلاوئس نے بھی ایک

جگہ پرشیا لکھا ہے۔ پرشیا سے مراد وہ علاقہ ہے جہاں کے باشندے پرشمین کہلاتے تھے یعنی عہد قدیم کا پرس اور فارس کا اطلاق اسی خطے پر ہوتا ہے۔

لفظ ایران اریانہ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے اریاؤں کی سرزمین یہ ساسانیوں کی سلطنت کے مرکزی حصے کا نام تھا جو اپنے آپ کو شاہان ایران وانیران سے ملقب کرتے تھے۔

اساطیری روایات کے رو سے ھوشنگ بن کیومرث نے اپنے ملک کا نام ایران لکھا اور جب اس کا بیٹا پارس تخت نشین ہوا تو یہ ملک پارس کہلانے لگا۔

عہد اسلامی میں شاہنامہ کے ذریعے جب قدیم روایات کا احیاء ہوا تو ایران کا قلم پھر مقبول ہوگیا سعدی کہتا ہے۔

ع بگفت اے خداوند ایران وتور کہ چشم بد از روزگار تو دور

ہندوستان اور بالخصوص دور مغلیہ کے فارسی ادبیات میں اکثر ایران اور کشور ایران ہی کا نام ملتا ہے۔ بظاہر انیسویں صدی ہی میں اہل ایران نے خود کو ایرانی کہلوانے پر اصرار شروع کیا۔ ۱۹۳۵ء میں سرکاری طور پر اس ملک کا نام ایران قرار پایا۔

جغرافیائی جائزہ: موجودہ ایران کا رقبہ چھ لاکھ اٹھائیس ہزار مربع میل ہے اور 25 و 40 عرض بلد شمالی، 44 و 63.30 درجے طول بلد مشرقی کے درمیان واقع ہے۔ ملک کا ایک بڑا حصہ ریگستان ہے۔ یہ ملک زیادہ تر خشک سطح مرتفع اور مشرقی سرحد کے سوا باقی اطراف میں پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ شمالی پہاڑ اٹھارہ ہزار سات سو فٹ تک بلند ہیں

ایران کے مختلف خطے ایک دوسرے سے بالکل مختلف خصوصیات کے حامل ہیں۔ اسی لئے تاریخ کے طویل ادوار میں بڑی حد تک ان میں سیاسی وحدت کا فقدان رہا ان خطوں کو مشرقی اور مغربی دو مجموعوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جنہیں وسطی ایران کا دشت کو ہر ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے یہ دشت عملی طور پر بحیرہ خزر سے جنوب مشرقی جانب علاقہ مکران میں بحر ھند تک پھیلا ہوا ہے۔

مذہب ومسلک: ایران کے باشندوں کا سواد اعظم فرقہ شیعہ امامیہ سے تعلق رکھتا ہے اور جعفری عقیدے کا پیرو ہے۔

ایران میں اسلامی دور: حضرت عمرؓ کے عہد خلافت (۱۳ھ تا ۶۳۴ء تا ۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) سے ایران کی تاریخ میں اسلامی دور کا آغاز ہوا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قبل وہ پاستشنائے مکران وکابل خراسان میں بلخ کے قریب قریب اور بجستان زرنج وغیرہ تک پہنچ گئے تھے۔ ایران کو اسلامی رنگ دینے میں عمر بن عبدالعزیز اور ھشام کی مالی حکمت عملی کو خاصا دخل تھا۔

ایران جدید: ۱۳ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو مجلس ملی کے فیصلے کے مطابق رضا خان پہلوی کے شہنشاہ ایران ہونے کا اعلان ہوا اور ۲۵ر اپریل ۱۹۲۶ء کو اس کی تاج پوشی کی رسم باضابطہ اداء کی گئی۔ تقریباً 53 برس تک ملک کا سلسلہ شہنشاہیت وجمہوریت کے درمیان اسی طرح چلتا رہا۔ اس کے بعد آیت اللہ خمینی اور ایران کے لوگوں نے وہاں پر انقلاب برپا کیا۔ جو آخر کار 11ر فروری 1979ء کو فتح یاب ہوا۔ اور ایران کے دو ہزار پانچ سو سالہ شہنشاہیت نے دم توڑ دیا۔ خمینی کے وفات کے بعد آیت اللہ خامنہ ای اس کا جانشین ہوا ہے۔ ملک میں ایک رہبر ہوتا ہے جو کہ پورے ملک کا گویا کہ ہائی کمان ہے اور اس کے نیچے پھر صدارتی نظام ہے۔

آج کل ایران تیرہ صوبوں میں منقسم ہے جن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) گیلان (۲) مازندان (۳) مشرقی آزربائیجان (۴) مغربی ازربائیجان (۵) کرمان شاہ (۶) خوزستان (۷) فارس (۸) کرمان (۹) خراسان (۱۰) اصفہان (۱۱) کردستان (۱۲) سیستان وبلوچستان (۱۳) وسطی صوبہ مشتمل بر تہران وسمنان۔

اہل ایران کا سب سے بڑا پیشہ زراعت ہے اہم ترین فصلوں میں گندم، چاول، نیشکر، کپاس، دالیں، تمباکو،، روغنی بیج اور چائے شامل ہیں۔ پھل بھی بافراط پیدا ہوتے ہیں۔ خصوصاً انگور، بادام، پستہ وغیرہ۔

حصول ویزہ: حصول ویزہ ایران میں ہمیں کوئی خاص دقت نہیں اٹھانی پڑی۔ اس لئے کہ پشاور میں تعینات ایرانی قونصلر جنرل جناب حسن ایمانی کے ساتھ عم محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور میرے پرانے روابط تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کیلئے تو ویزہ لینے کی ضرورت ہی نہ تھی اس لئے کہ ان کا پاسپورٹ آفیشل تھا اس پر صرف انٹری ہوتی ہے جبکہ باقی وفد کے اراکین کیلئے ایرانی قونصلیٹ نے ۱۳۲۶ روپیہ فی کس فیس کے ساتھ دس دنوں کا ویزہ دے دیا۔

مسقط روانگی: اسلام آباد اور پشاور سے ایران کے لئے براہ راست کوئی بھی فلائٹ نہ تھی اسلئے ہم نے اس سفر کیلئے گلف ائیر لائن کا انتخاب کیا گلف ائیر لائن کا روٹ ایران کے لئے پشاور سے مسقط، مسقط سے بحرین اور بحرین سے مشہد تھا۔ پشاور سے فلائٹ صبح ۶:۳۰ تھی اس لئے ہمیں پروگرام کے مطابق علی الصبح نکلنا تھا لیکن نماز فجر کی ادائیگی اور سامان کی برابری میں ہم لیٹ ہوگئے اس لئے میں نے احتیاطاً موبائل فون سے پشاور کے VIP لاؤنج کو مطلع کیا کہ اس فلائٹ سے مولانا سمیع الحق صاحب ۳ دیگر ساتھیوں کے ہمراہ جارہے ہیں آپ گلف ائیر سے بورڈنگ پاس نکلوائیں تقریباً ۶ بجے کے قریب ہم ائیر پورٹ پہنچے تو سول ایوی ایشن کا ایک نمائندہ بلال خٹک جو جہانگیرہ کا رہنے والا تھا ہمارا منتظر تھا اس نے ہمیں بتایا کہ آپ کے بورڈنگ پاس میرے پاس ہیں۔ امیگریشن اور ٹکٹ کٹوانے کے لئے

چلے مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا شیر علی صاحب کو لاونج میں بٹھا کر میں اور صاحب حسین پاسپورٹ اور ٹکٹیں لے کر گئے ہماری امیگریشن ایک پنجابی خاتون نے کی اس نے امیگریشن کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ آپ ایران جارہے ہیں کیا آپ جعفری ہیں؟ میں نے جواب میں کہا کہ کیا اگر کوئی جعفری نہ ہو تو وہ ایران نہیں جاسکتا؟ ہم سنی ہیں اور وہاں اہلسنت (سنیوں) کے ایک جلسہ دستار بندی میں شرکت کے لئے جارہے ہیں اس خاتون نے مولانا سمیع الحق صاحب کے پاسپورٹ کو ٹٹولتے ہوئے کہا کہ اس پر تو ایران کا ویزہ نہیں میں نے اسے سمجھایا کہ آفیشل پاسپورٹ پر ایران کا ویزہ لینا ضروری نہیں ہوتا بلکہ صرف انٹری ہوتی ہے گویا کہ ہماری امیگریشن حکام کی حالتِ زار یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو امیگریشن کیلئے بٹھاتے ہیں جو ان بنیادی باتوں سے بھی ناواقف ہوتے ہیں۔

اس کے بعد اس خاتون نے ہمارے پاسپورٹوں پر خروج لگوایا اور مزید چیک کرنے کے لئے آگے ایک مرد آفیسر کے پاس بھیجے۔ اس دوران جہاز کی بورڈنگ مکمل ہوچکی تھی ہمیں بھی جہاز پہنچایا گیا۔

پشاور سے مسقط جانیوالے جہاز GF 437 پر ہماری نشستیں بالترتیب A1، B1، C1، D1 تھیں۔ پشاور سے فلائٹ بروقت روانہ ہوئی۔ دوران پرواز ایک معمر شخص ہمارے قریب آیا جو ڈیرہ اسماعیل خان کا رہنے والا تھا اور پوچھا کہ کیا عمرے کا احرام پشاور سے باندھنا ضروری تھا؟ میرے پاس تو ابھی تک احرام نہیں۔ میں نے اسے سمجھایا کہ ابھی ہم مسقط جائیں گے وہاں ائیر پورٹ سے آپ احرام خرید لیں اور غسل کر کے وہی سے باندھ کر نیت کرلیں اور یا میقات پر جب جہاز گزرے گا تو آپ کو مطلع کیا جائے گا وہی سے نیت کرلینا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر وقابل صد افسوس ہے کہ گلف ائیر لائن جسے عرب اور اسلام کی تہذیب وتمدن کا آئینہ دار ہونا چاہئے تھا وہ مغربیت کے سیلاب میں اس طرح بہہ چکا ہے کہ اس میں تواضع کرنے والی ائیر ہوسٹسوں نے جو لباس زیب تن کئے ہوئے تھا اسے لباس کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ کاسیاتِ عاریات والی حدیث ان پر فٹ تھی۔ اقبال بھی آزادی نسواں کا فریادی ہے ۔

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا　　گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے وہ قند
کیا فائدہ کچھ کہہ کر بنوں اور بھی معتوب　　پہلے ہی خفہ مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

مسقط کے مقامی وقت کے مطابق ہم وہاں صبح کے 8 بجے پہنچے یہاں سے ہماری اگلی منزل بحرین تھی اور بحرین کی فلائٹ میں ابھی ۳ گھنٹے تھے لہذا ہمیں مسقط ائیر پورٹ کے لاونج میں انتظار کرنا پڑا لاونج میں ڈیوٹی فری مارکیٹ خریداروں کو اپنی طرف رغبت دلارہی تھی تاہم ہر چیز کی قیمت بلا مبالغہ پاکستان سے ۱۰ گنا زیادہ تھی جبکہ نام ڈیوٹی فری کا تھا یہاں شراب کی درجنوں قسمیں سرعام بیچنے کے لئے الماریوں میں لگائیں گئیں تھیں۔ قرآن کریم کے اس حکم سے علی الاعلان روگردانی تھی کہ انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔

ایک اسلامی ملک کے ائیر پورٹ پر یہ تماشا دیکھ کر سر شرم سے جھک گیا۔

گزر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے بنے گا سارا جہاں میخانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

یہاں میں نے پاکستانی ۱۰۰ روپے تبدیل کئے تو ۶۰۰ پیسہ عمانی دیئے گئے مارکیٹ کا چکر لگانے کے بعد ہم کرسیوں پر بیٹھے تو ایک پاکستانی نوجوان جو ۲۵ برس کے لگ بھگ تھا آیا اور عمرے کے ارکان اور شرائط کے بارے میں پوچھا اور سوال یہ بھی کیا کہ کیا عمرے میں یہ شرط ہے کہ یہاں سے جو وضوء کیا جائے تو جب تک عمرہ مکمل نہ ہو وہ وضوء توڑا نہ جائے؟ اس پر ہم نے بے اختیار ہنس کر اس کو سمجھایا کہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں یہاں سے غسل اور وضوء کر کے نیت کرلو پھر ضرورت ہو تو وضوء توڑ سکتے ہو۔ تاہم دوران ادائیگی عمرہ باوضوء رہنا شرط ہے۔ اس لڑکے کی والدہ بھی اس کے ہمراہ عمرہ کے لئے جا رہی تھی۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے پاکستانی بڑی محنت تگ و دو اور پوری عمر صرف کرنے کے بعد پیسے بچا بچا کر عمرہ و حج کے لئے روانہ ہوتے ہیں لیکن مسائل حج و عمرہ کا کوئی ادراک نہیں ہوتا۔ نہ باقاعدہ حکومتی سطح پر اس کا کوئی انتظام کیا جاتا ہے۔ عمرہ کے دیگر مسائل بھی مولانا سمیع الحق مدظلہ اور مولانا شیر علی شاہ صاحب نے انہیں سمجھایا۔ میں نے اس نوجوان سے درخواست کی کہ آپ خوش قسمت ہیں دوران ادائیگی عمرہ مقامات مقدسہ پر ہمیں بھی دعاؤں میں یاد رکھئے۔ اس وقت رسول اقدس ﷺ کا وہ جملہ مبارکہ جو آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو عمرے پر جاتے ہوئے کہا تھا لاتنسانا من دعاءک یا اخیی، میرے دل و دماغ پر ثبت تھا۔

ع ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر جب دربار میں آئے

<u>مسقط سے بحرین روانگی:</u> یہاں سے ہمارا بورڈنگ ٹائم **10:30** بجے اور ڈیپارچر ٹائم **11** بجے تھا لیکن اچانک **10:25** پر لاؤنج میں اعلانات شروع ہوئے کہ بحرین جانے والے مسافرین عرفان الحق اور اس کے رفقاءؔ جہاز پر سوار ہونے کے لئے فوراً پہنچے ورنہ تو بورڈنگ کلوز کر دی جائے گی۔ ہم جلدی جلدی لاؤنج سے نیچے ہال میں پہنچے تو وہاں سول ایوی ایشن کے نمائندے ہمارے نام پکار رہے تھے قریباً **10:30** بجے ہم جہاز پر بیٹھ چکے تھے۔ **10:35** پر **GF069** روانہ ہوا۔

فلائٹ کی قبل از وقت روانگی پر نہایت تعجب ہوا اس لئے کہ یہ بین الاقوامی قوانین، ضوابط اور اصول کے خلاف تھا۔ تاہم اس بات کی خوشی بھی تھی کہ چلو اس طرح ہم اپنی منزل سے قریب تر ہو جائیں گے۔ مسقط اور بحرین کے درمیان ایک گھنٹہ کی فلائٹ تھی۔ بحرین کے مقامی وقت کے مطابق ہم وہاں **11:00** بجے پہنچے یہاں سے مشہد کی فلائٹ عصر کو **4:00** بجے تھی تو گویا ہمارے پاس **5** گھنٹے تھے۔ بحرین کا ائیر پورٹ نہایت وسیع و عریض اور جدید طرز تعمیر کا نقاش ہے۔ یہاں آنے والے مسافرین کے لئے گراؤنڈ فلور استعمال ہوتا ہے اور ڈیپارچر کے لئے فرسٹ فلور استعمال ہوتا ہے۔ ہم گراؤنڈ فلور کے ٹرانزٹ لائن پر ہوتے ہوئے دوسری منزل کے ڈیپارچر ہال پر پہنچے یہاں بھی

ایک وسیع چمک دمک والی ڈیوٹی فری مارکیٹ آباد تھی۔ جس میں زیادہ تر انڈونیشین اور ملائشین عورتیں سیلز گرلز تھیں جو نیم برہنہ لباس میں ملبوس تھیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کہا آج 43 برس کے بعد میں بحرین آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا میرا پہلا سفر حج ایک تجارتی بحری جہاز سے ہوا تھا جو بمبئی سے بصرہ تک چلتا تھا۔ ہم کراچی سے سوار ہوئے اور چھ سات دن کے بعد بحرین میں اترے۔ بحرین میں ایک دو دن رہے، چھوٹی سی آبادی تھی پرانے شہر منامہ کے ایک چھوٹے سے ہوٹل فندق رحیمیہ میں ٹھہرے۔ سفر کے ساتھیوں میں میرے ہم سفر قاری سعید الرحمان صاحب کے علاوہ ممتاز عالم مولانا حامد میاں" لاہور، مولانا زین العابدین مرحوم جامعہ اشرفیہ پشاور کے مشہور بزرگ مولانا حبیب اللہ گمانوی ایک متشدد غیر مقلد عالم پیر جھنڈا اور غالباً پیر طریقت مولانا فقیر محمد تھانوی بکائی مرحوم تھے۔ بحرین سے ایک بحری لانچ کے ذریعہ کئی گھنٹوں میں سعودی بندرگاہ الخبر میں اترے وہاں سے دمام ریاض ہوتے ہوئے دو تین دن کی مسافت طے کر کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مدینہ منورہ پہونچے۔ آج کے بحرین اور ماضی کے بحرین میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ گلف ائیرلائن پر میرا یہ تیسرا سفر تھا اس لئے بحرین کا ائیر پورٹ میرے لئے انجان نہ تھا۔ جبکہ مولانا شیر علی شاہ اور صاحب حسین بحرین ائیر پورٹ پر پہلی مرتبہ وارد ہوئے تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ بحرین میں دارالعلوم کے کافی فضلاء اور متعلقین مستقل رہائشی ہیں۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا کہ درمیان میں اتنا زیادہ وقفہ ہے تو انہیں مطلع کرتے وہ آکر ہمیں بحرین کی سیر کراتے۔ اس دوران 11:40 پر ظہر کی آذان شروع ہوئی۔ ہم مسجد کی تلاش میں نکلے یہاں مسجد گراؤنڈ فلور پر تھی جس میں مستورات کے لئے علیحدہ حصہ مختص تھا۔ ادائیگی نماز کے بعد ہم مسجد میں تھوڑی دیر سستانے کے لئے لیٹ گئے۔ اللہ کے گھر میں جو سکون فرش (زمین) پر ہمیں محسوس ہوا وہ بحرین کے ہزاروں سہولیات کے حامل مغربیت زدہ ائر پورٹ پر ایک لمحہ کے لئے محسوس نہ ہوا۔ دو بجے ہم دوپہر کے کھانے کے لئے ائیر پورٹ کے ریسٹورنٹ گئے جہاں چاول مرغ وسلاد اور سپرائٹ کے ایک گلاس کے ساتھ ہماری تواضع کی گئی۔ یہاں ڈیپارچر ہال میں مسافرین کے بینچوں پر ایک جگہ پانچ چھ عورتیں بیٹھی رو رہی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا تعلق کس ملک سے ہے اور آپ کی منزل کون سی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ہم بنگلور (ہند) سے آئے ہیں اور ریاض کام (مزدوری) کے لئے جا رہے ہیں۔ شاید وہ اپنے عزیز و اقارب سے جدائی اور اپنی غریبی کا ماتم کر رہے تھے۔ ع　ہیں بڑے تلخ بندہ مزدور کے اوقات

مولانا شیر علی شاہ صاحب نے کہا کہ افسوس مسلمان ہر جگہ مصیبت و تکلیف اور غم کا شکار ہوتا ہے۔ خدا خدا کر کے پانچ گھنٹے کا طویل انتظار ختم ہوا اور ہمیں جہاز پر پہنچایا گیا۔ جہاز میں تھوڑی دیر بعد اعلان ہوا کہ آپ سب مسافرین اپنا دستی سامان اٹھا کر واپس لاؤنج میں جائیے جہاز میں فنی خرابی ہے پون گھنٹے کے بعد آپ کو دوبارہ لایا جائے گا۔ اس پر مسافرین کے چہرے لٹک گئے۔

کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل　　کوئی میری طرح راہوں کے پیچ وخم میں رہا

لیکن کر بھی کیا سکتے تھے۔ پون گھنٹہ گزرنے کے باوجود ہمیں لے جانے کے لئے کوئی اعلان نہ ہوا۔ یہاں انتظار کے دوران ایک معمر شیعہ جو سر پر عمامہ کئے ہوئے تھا ہمارے قریب بیٹھا تو مولانا شیر علی شاہ صاحب نے مزاحاً کہا کہ یہ اس ائیر پورٹ میں میرا ساتھی ہے۔ اس لئے کہ میرے اور اس کے سوا کسی نے بھی عمامہ نہیں باندھا۔ میں نے اس معمر شیخ سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام شیخ احمد عصفور ہے۔ اور بحرین کے محاکمہ شرعیہ میں قاضی ہوں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ مشہد امام رضا کی زیارت کے لئے جارہا تھا۔ پون گھنٹے کے بجائے ہماری فلائٹ کی تاخیر پونے چار گھنٹے تک ہوئی۔ اس دوران بعض مسافرین نے بدانتظامی پر ویلفئر لائنز والوں کو برا بھلا کہتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ گلف ائیر لائن کی حالت زار اُس وقت سے ابتر ہوگئی جب سے ابوظہبی، امارات وغیرہ نے اس سے اپنے شیئرز نکال لئے۔ ابوظہبی کے شہزادے نے گلف ائیر لائن سے اپنے شیئرز نکال کر اتحاد ائیر لائن شروع کیا۔ پونے آٹھ بجے ہم بحرین سے روانہ ہوئے جہاز روانہ ہوا تو شیعہ حضرات نے اونچی آواز سے ایک خاص انداز میں درود پڑھنا شروع کیا جس طرح معتمرین اور حجاج حج وعمرہ جاتے ہوئے تلبیہ پڑھتے ہیں اسی طرح کا انداز انہوں نے مشہد جاتے ہوئے اختیار کیا۔ .... (جاری ہے)

یوم تاسیس جامعہ اشرفیہ

فضلاء جامعہ اشرفیہ توجہ فرمائیں

جامعہ اشرفیہ اپنے فضلاء کی علمی، مذہبی اور ملی خدمات کے حوالے سے ستمبر 2006 کی 9,8 اور 10 تاریخ کو ایک سہ روزہ کنونشن منعقد کر رہا ہے۔ جس میں شرکت کیلئے 1947ء سے لے کر 2005ء تک کے فضلاء کو مدعو کیا گیا ہے۔ اس اجلاس میں شرکت اور پھر اس میں مقالات پڑھنے والے فضلاء سے التماس ہے کہ وہ 15 جولائی 2006ء سے پہلے پہلے اجلاس کے کنوینئر مولانا حافظ زبیر الحسن سے رجوع فرمائیں تاکہ پروگرام کے مطابق ان کے اسماء کو شامل کیا جاسکے۔ شکریہ

اے خدا ایں جامعہ قائم بدار
فیض او جاری بود لیل و نہار

محمد عبید اللہ

مہتمم جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ، لاہور

فون 042-7552772 فیکس: 042-7552986 موبائل: 0300 8494782